ڈاکٹر فضل الرحمٰن اور انکی اکیڈمی دین کا حلیہ بگاڑنے میں مصروف ہے

شیخ الحدیث مولانا عبد الحق صاحب کا اخباری بیان

اکوڑہ خٹک: دار العلوم حقانیہ کے مہتمم و شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق صاحب مدظلہٗ نے زکوٰۃ اور سود کے بارے میں ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب کے تازہ خیالات کو "جاہلی نظریات" اور دین کے لئے کھلا چیلنج قرار دیا۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ ڈاکٹر صاحب اور ان کے ہمنوا اگرچہ کافی عرصہ سے دین کے اٹل اور غیر متبدل احکام و نصوص اور قطعی مسلمات کو مشق تحقیق بنائے ہوئے تھے۔ مگر اب اخباری سطح پر ان کے "لادینی خیالات کی اشاعت سے بڑے خطرے کی غمازی ہو رہی ہے۔ انہوں نے اس سے پہلے دین کے "علل وغایات" کو ابدی مگر احکام و نصوص کو قابل تبدیل و ترمیم قرار دے کر دین کو مسخ کرنے کی کوشش کی "سنت جاریہ" کے نام سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے بغاوت کی۔ ابھی پچھلے دنوں ہی "حدود شرعیہ" کو مشق ستم بنایا۔ اور لفظ حد کو چودہ سو سالہ متفقہ اور متواتر مفہوم سے الگ کرنے کی سعی کی۔ "سود" کو منافع کی آڑ میں حلال ٹھہرانے کے جاہلی خیالات کا اعادہ کیا۔ اور اب زکوٰۃ کی شرح میں تبدیلی کی تجویز پیش کی جس کے مقادیر اور مصارف قطعی منصوص ہیں۔ اور جس طرح دیگر عبادات نماز کے اوقات و ارکان اور رکعات کی تعداد، روزوں کی تعداد اور کیفیت، حج کے ارکان اور مناسک میں ہرگز دخل اندازی نہیں کی جاسکتی۔ اسی طرح زکوٰۃ جو ایک اہم عبادت ہے۔ اس طرح کی دست درازیوں کی متحمل نہیں ہوسکتی۔ ڈاکٹر صاحب نے ابھی حال ہی میں "عالمی مذاہب کانفرنس" میں کمیونزم کو اسلام سے بہتر قرار دے کر دنیا بھر کے مسلمانوں کی دل آزاری کی۔ اور پاکستان کے لئے رسوائی کا سامان فراہم کیا۔ سوال یہ ہے کہ اگر یہ "لادینی نظریات" اسلامی نظریہ پاکستان کے خلاف ہیں۔ اور ان سے دینی جذبات مجروح ہونے اور دنیا میں پاکستان کی بدنامی کا سامان ہو رہا ہے۔ تو اس قسم کے "اشخاص" اور "تحقیقی اداروں" کو بجائے پابند کرنے کے حکومت کی سرپرستی اور حمایت میں ایسے خیالات کی اشاعت کا موقعہ کیوں دیا جارہا ہے؟ "مشاورتی کونسل" کے چیئرمین نے اپنے بیان میں ڈاکٹر صاحب کے خیالات کا رشتہ کونسل سے کاٹ کر تو اُن کے خیالات کے "غیر شرعی" ہونے کا اعتراف کر لیا ہے سوال یہ ہے۔ کہ جب یہ شخص کونسل کا ممبر اور ایک مرکزی سرکاری ادارہ کا ڈائرکٹر ہو۔ تو اس کے خیالات کی ذمہ داری سے کونسل اور حکومت کس طرح دستبردار ہوسکتی ہے؟ اور اگر بالفرض یہ ڈاکٹر صاحب کے ذاتی نظریات پیش کرنے کا

(باقی صفحہ ۷۱ پر)